
مسلسل اشاعت کا 55 واں سال
ماہنامہ
ضیائے حرم
اسلام آباد
اگست 2026ء

تبصرہ کتب

کتاب کا نام	:	عقائد اہل سنت سے انحراف کیوں اور کیسے؟
تالیف	:	پروفیسر ڈاکٹر محمد حبیب اللہ چشتی
صفحات	:	۳۱۷
قیمت	:	درج نہیں
سن اشاعت	:	مئی ۲۰۲۶ء
ناشر	:	ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، پاکستان
تبصرہ نگار	:	محمد قاسم چشتی نظامی غفرلہ

پروفیسر ڈاکٹر حبیب اللہ چشتی کا شمار عصر حاضر کے قابل فخر اہل علم و دانش میں ہوتا ہے۔ وہ ایک زود نویس اور درد دل رکھنے والے محقق ہیں۔ مختلف موضوعات پر ان کی پانچ درجن سے زیادہ کتابیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ ''عقائد اہل سنت سے انحراف کیوں اور کیسے'' ان کی ایک تازہ تالیف ہے جس میں انہوں نے اہل سنت کے مسلمہ عقائد و معمولات کو ترک کر کے گمراہی اختیار کرنے والے گروہ کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب کے آغاز میں پروفیسر صاحب نے ''سوئے منزل'' کے عنوان سے ایک بھرپور مقدمہ لکھا ہے جس میں دین اسلام کی کاملیت و اکملیت اور خطبہ حجۃ الوداع کی روشنی میں عقائد کی اہمیت پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ مقدمہ میں ڈاکٹر صاحب نے واضح کیا ہے کہ انسان کی نجات صحیح عقائد و نظریات پر موقوف ہے۔ اگر کوئی شخص لاکھوں سال عبادت و ریاضت کرے چلے کاٹے۔ صعوبتیں برداشت کرے۔ اگر اس کے عقائد و نظریات میں فتور ہے تو وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ ویسے تو سب فرق باطلہ اپنے زعم میں نجات کے مدعی ہیں لیکن نجات کا دارومدار صرف اور صرف عقائد و نظریات اہل سنت میں منحصر ہے۔ جو کوئی بھی اہل سنت کے عقائد و نظریات سے منحرف ہوا وہ گمراہ ہو گیا۔

کتاب کے باب اول میں اہل السنّت والجماعت کا مفہوم، اہل السنت کے ہاں

رسول اللہ ﷺ کی مرکزیت، حدیث وسنت کی تشریح وتوضیح اور سواد اعظم کا معنی ومفہوم جیسے اہم تمہیدی عناوین پر بحث کی گئی ہے۔ یہ عناوین نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

کتاب کا مطالعہ ایک قاری پر واضح کر دیتا ہے کہ اہل سنت وہ لوگ ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی اطاعت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اہل بیت اطہار سے محبت کرتے ہیں۔، تمام صحابہ کرام کو احترام اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے نزدیک تمام صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین برحق ہیں۔ نیز ان کا زمانہ ملت اسلامیہ کا بہترین اور درخشاں دور ہے۔ ان کے نزدیک خلافت پر کوئی بھی مومن فائز ہوسکتا ہے بشرطیکہ وہ اس کا اہل ہو۔ اہل سنت کی ایک جامع ومانع تعریف یہ بھی ہے کہ اہل السنّت والجماعت وہ لوگ ہیں جن کا مقصود ومطلوب رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرنا، آپ کے اصحاب کے طور طریقے کو اختیار کرنا اور اہل بیت اطہار سے محبت کرنا ہے۔

مؤلف نے باب دوئم میں اہل السنّت والجماعت کی دین اسلام کی تعلیمات کے بارے میں مجموعی سوچ اور فکر پر گفتگو کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اہل السنّت والجماعت کے عقیدہ توحید رسالت، مقام صحابہ واہل بیت رضوان اللہ اجمعین اور اللہ کی جناب میں مقام اولیاء کے بارے میں گفتگو کی ہے۔

اہل السنّت والجماعت حفظ مراتب کے حقیقی واصلی پاسبان وارث اور جانشین ہیں۔ اہل سنت کے ہاں دوئی وتضاد نہیں پایا جاتا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے امتیازات ہیں جن کی وجہ سے اہل سنت کی مجموعی ساخت نمایاں ہوتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت دین اسلام کے کسی مخصوص جہت کی مخصوص تعبیر کا نام نہیں بلکہ اہل سنت وجماعت دین اسلام کی مجموعی تعبیر کا نام ہے۔

''اہل سنت وجماعت سے غداری کے مظاہر'' کے عنوان سے کتاب کا باب سوم سب سے اہم اور مرکزی باب ہے گویا کہ اولین دو ابواب اس باب کی خاطر لکھے گئے اور آخری دو ابواب باب سوئم سے اخذ شدہ نتائج کا خلاصہ بھی ہیں اور مؤلف کی طرف سے اصلاح عقائد واعمال و

احوال کا ناصحانہ منشور بھی۔

ہر دور میں کچھ ایسے افراد اہل سنت کی صفوں میں شامل رہے ہیں جو اپنی بزدلی کی وجہ سے علی الاعلان تو اہل سنت سے منحرف نہ ہوئے لیکن اپنی باطنی خباثتوں اور منافقانہ چال بازیوں کی وجہ سے اہل سنت کی بنیادوں پر تیشہ زنی کرتے رہے۔ یہ منافقین بھیس بدل کر عوام کو ایک جانب اپنے بنیادی عقائد سے گمراہ کرتے رہے اور دوسری جانب اہل سنت کے وسائل پر بھی شب خون مارتے رہے۔

عہد حاضر میں بھی اسی طرح کے ابن الوقتوں کے چند گروہ ہماری اہل سنت میں شامل ہیں جو کبھی محبت اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کے نام پر عوام کو غلو آمیز رافضیت کی نذر کر رہے ہیں تو کبھی پیری مریدی کے بھیس میں عوام کی عقیدت و احترام کا جنازہ نکال رہے ہے۔ ایسے جدید گمراہوں اور نقب زنوں کو عمومی طور پر چند نمایاں طبقات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

۱۔ تفضیلیہ، ۲۔ جاہل پیر و گدی نشین، ۳۔ نام نہاد صوفیاء مگر درحقیقت راہ زن، ۴۔ پیشہ ور نقیب و نعت خوان، ۵۔ بے علم و عمل واعظ، ۶۔ شخصیات پرست مریدین

عصر حاضر میں تفضیلیہ کے چند سر کردہ رہنما وہ لوگ ہیں جو ماضی میں اہل سنت و جماعت کی مجموعی ساخت سے وابستہ رہے۔ انہیں عقائد و نظریات کا دفاع کرتے رہے۔ جن سے وہ خود آج منحرف ہوگئے ہیں۔ اس کو مشیت ایزدی کہا جائے یا اللہ کی خفیہ تدبیر یا شامت اعمال کہ موجودہ گروہ تفضیلیہ کے ساتھ ملے ہوئے چند اہل علم وہ ہیں جنہوں نے ماضی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت مطلقہ پر مناظرے اور مباہلے کئے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے مشاجرات صحابہ کے عنوان پر کتب تصنیف کی ہیں۔ آج وہ منحرف ہو کر انہیں کی بولیاں بول رہے ہیں۔ یہ لوگ ہو بہو غیر مقلدین کی راہ پر چل رہے ہیں۔ جس طرح مقلدین کہا کرتے تھے کہ جس طرح قرآن و حدیث کا فہم ہمیں حاصل ہوا ہے آج سے پہلے ابو حنیفہ و امام شافعی و مالک و احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کو بھی حاصل نہ ہوسکا۔ گویا کہ مسئلہ افضلیت جس طرح تفضیلیہ کی سمجھ میں آیا۔ اس طرح کسی کو بھی آج سے قبل سمجھ نہیں آسکا۔

سوال یہ ہے کہ عہد حاضر کے گروہ تفضیلیہ میں کون لوگ شامل ہیں۔؟اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ تفضیلیہ وہ لوگ ہیں جو شد و مد کے ساتھ خود کو اہل سنت میں سے شمار کرتے ہیں لیکن اہل سنت و جماعت کے مسلمات (عقائد و نظریات) کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کرتے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اہل سنت کے مخالفین انہیں تفضیلیہ کے اقوال و افعال کو اہل سنت کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ تفضیلیہ اہل سنت کے لبادے میں روافض کی سہولت کاری کرتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تصریحات کے مطابق تفضیلیہ روافض کی طرح شیعہ کا ہی ایک گروہ ہے۔ فرق یہ ہے کہ روافض نے ابن سبا کی تعلیمات کو مکمل طور پر تسلیم کرلیا ہے اور لیکن تفضیلیہ بین بین ہیں۔ (یہ لوگ نا تو مکمل شیعہ ہیں اور نا ہی مکمل سنی۔)

اہل سنت کے مسلمات سے انحراف میں تفضیلیہ نے خوب مبالغہ آمیز رویہ اختیار کیا ہے۔ تقریباً ہر اس مسلمہ اصول کا انکار کردیا۔ جو ۱۴۰۰ سال سے اہل سنت و جماعت کے درمیان متفقہ چلے آرہے تھے۔ ایسے مسائل کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن چیدہ چیدہ اصولی مسائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت مطلقہ کا انکار۔

۲۔ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو شیخین پر فضیلت دینا۔

۳۔ مشاجرات صحابہ سے چھیڑ چھاڑ۔

۴۔ خلافت راشدہ کی ظاہری و باطنی تقسیم

۵۔ فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے اصحاب رسول ﷺ کا ذکر حقارت سے کرنا اور ان کی صحابیت کا انکار کرنا

۶۔ نکاح حضرت کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا شدت سے انکار کرنا

۷۔ ایمان ابو طالب کے معاملے میں بہت زیادہ غلو کرنا اور نصوص کا مطلقاً انکار کرنا اور عدم ایمان کے قائلین جمہور ائمہ پر تبراء کرنا۔

۸۔ اس الزام کی تشہیر کرنا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں منبروں سے مولا علی کرم اللہ وجہہ

الکریم پر تبراء اور سب و شتم کیا جاتا تھا۔ (در حقیقت عند التحقیق ایسی تمام روایات بے سند ہیں۔)

۹۔ عید غدیر کو اہل سنت و جماعت کے ہاں رائج کرنے کی کوشش

۱۰۔ عقیدہ و عمل کی گمراہی کے باوجود سادات کو واجب التعظیم اور مستثنیٰ قرار دینا۔

۱۱۔ فہم دین، ہدایت اور رسوخ فی العلم کو آل رسول میں منحصر قرار دینا۔

مؤلف کتاب پروفیسر ڈاکٹر حبیب اللہ چشتی نے مذکورہ بالا تمام افکار کا علمی، تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ معتمد اور مستند ائمہ فقہاء و متکلمین، محدثین اور صوفیاء کرام کے اقوال سے ثابت کیا ہے کہ مذکورہ بالا تمام افکار باطل ہیں اور روافض کی چربہ سازی کا نتیجہ ہیں۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اولیاء اللہ کی کئی خانقاہیں، جاہل سجادہ نشینوں کی وجہ سے روافضیت کے فروغ کا مرکز بنتی جا رہی اور اصل تصوف کی تعلیمات قصہ پارینہ بنتی جا رہی ہیں۔ حالانکہ صوف تو نام ہے، علم الاحسان کا جس کے واضح قرائن و دلائل قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔ علم الاحسان جسے علم التزکیہ یا تصوف بھی کہا جاتا ہے اسلامی علوم کا وہ حصہ ہے جس کا تعلق انسان کے باطن کی پاکیزگی، روحانیت اور اخلاقِ حسنہ سے ہے۔ اس کا بنیادی مقصد انسان کو ظاہری اور باطنی برائیوں سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت اور قربت عطا کرنا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد انسان کا اپنی روح اور اخلاق کو گناہوں اور برے جذبے سے پاک کرنا ہے۔

قرآن وحدیث کے بعد آثار صحابہ اور اقوال اولیاء اللہ سے بھی اسلامی تصوف کی تعلیمات پر جامع اور کامل گفتگو مروی ہے۔ امام حارث محاسبی سے لے کر دور آخر کے اولیاء اللہ تک تصوف کا علم بھی متصل روایات سے ہم تک پہنچا ہے۔ متقدمین صوفیاء کرام کے زمانے میں علم تصوف کے لیے کوئی مخصوص تعبیرات معین نہیں تھیں۔ بعد ازاں متاخرین صوفیاء نے باقاعدہ طور پر علم الاحسان یا تصوف کو ایک علم وفن کی شکل دی۔ اس کے مبادیات، اصول و ضوابط متعین کیے گئے۔ عام انسان کی رغبت اور پھر اولیاء اللہ سے محبت کی وجہ سے یہ فن خوب پھلا پھولا۔ متاخر صوفیاء کرام نے تزکیہ نفس کو مزید سہل بنانے کے لیے بیعت کو باقاعدہ طور پر منظم کیا تاکہ سالک ایک تربیت گاہ میں رہ کر شیخ کی سرپرستی میں منازل سلوک طے کرے۔ اور اپنے نفس کی تہذیب کرے۔ دھیرے

وجہ سے اس پورے شعبے میں زوال کے آثار ظاہر ہونا شروع ہوئے تو علم التصوف کے مخلصین نے شیخ یا پیر کی اہلیت کی وجہ بندی کی اور اس کی کچھ شرائط رکھیں۔

۱۔ شیخ یا مرشد یا پیر قرآن وسنت کا عالم ہو۔ اس کے پاس اتنا علم ہونا چاہیے کہ وہ اپنی ضرورت کے مسائل دینی کتب سے اخذ کر سکے۔

۲۔ کبائر سے مجتنب، متقی اور تعلیمات اسلام پر کامل طور پر عمل پیرا ہو۔

۳۔ راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہو۔ اس کے عقائد و نظریات اہل سنت و جماعت کے مطابق ہوں۔

۴۔ اس کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک متصل ہو۔

۵۔ علم و عمل میں رسوخ رکھتا ہو۔

جو مرشد کسی بھی مرید کو اپنی بیعت میں لیتا ہے تو گویا وہ اس کے تزکیہ نفس کا ذمہ خود لے لیتا ہے۔ اب وہ مرشد کیا ذمہ لے گا جو خود علم کا دشمن ہو جو خود جاہل ہو جو خود عمل سے ناواقف ہو جو خود فسق کا شکار ہو کبائر و صغائر سے اجتناب نہ کرتا ہو۔

برصغیر پاک و ہند کے گدی نشینوں یا اجلہ صوفیاء کرام کے وارثین جو اب مشائخ کا روپ دھار چکے ہیں ان کی حالت کا جائزہ لیا جائے تو اکثر نہ صرف خود علم سے کورے ہیں بلکہ اپنے متعلقین و محبین کو علم سے نفرت دلاتے ہیں گویا ان کی نظر میں تصوف اور علم میں تضاد ہے۔ احیاء العلوم میں امام غزالی نے لکھا کہ ہمارے زمانے میں لوگوں کے سامنے خوشخبریاں مت سناؤ بلکہ ڈر سناؤ تاکہ عوام گناہوں پر جری نا ہو۔ لیکن موجودہ مرشدین کی صورتحال یہ ہے کہ وہ اپنے متعلقین و محبین، متوسلین و مریدین کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر جنت کے سرٹیفکیٹ بانٹتے ہیں۔ ان کو دین اور تعلیمات دینیہ پر جری کرتے ہیں ان کو جہالت پر برانگیختہ کرتے ہیں اور ان کو علماء سے نفرت دلاتے ہیں۔ کچھ پیر صاحبان اور گدی نشین حضرات اپنے متعلقین میں یہ غلط فہمی پھیلاتے ہیں کہ ظاہر علم تو عام لوگوں کا کام ہے، ہم اہل طریقت ہیں۔ ہم علم سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی اس جرأت کی وجہ سے عوام الناس علم سے دور ہوتی جاتی ہے اور گمراہی ان کے درمیان نفوذ کر جاتی ہے جبکہ ہزارہا

صوفیا کرام جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی، حضور داتا گنج بخش، حضرت معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی، حضرت پیر مہر علی شاہ، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے بزرگان دین نے نہ صرف خود علم حاصل کیا بلکہ علم کے حصول کو اپنا مدعا و مقصد قرار دیا اور اس کی تبلیغ کے لیے اپنی زندگیاں قربان کیں۔ اپنا وقت خرچ کیا۔ لیکن افسوسناک حالت یہ ہے کہ مذکورہ بالا بزرگان دین کے محبین آج خود علم سے کورے ہیں مگر مدعی تصوف ہیں، ان کے جانشین ہونے کے مدعی ہیں۔

اہل السنّت والجماعت کی صفوں میں چند گدی نشین، پیران عزام، علمائے سو، پروفیسر صاحبان اور نام نہاد مفکرین نے اپنے باطل نظریات اور عقائد کو بڑے شاطرانہ انداز میں پھیلایا۔ اس پورے عمل میں ان کی فکری بے راہ روی سطحی اور ناقص علم، حلب زر وحب جاہ اور اس کے ساتھ ساتھ اہل باطل کی مجالس میں شرکت جیسی وجوہات شامل ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے شہرت اہل سنت کے ساتھ اپنے انتساب کی وجہ سے کمائی۔ عوام کے دلوں میں اپنی رغبت پیدا کی بظاہر اہل سنت کے محبّ و ہمدرد بنے رہے لیکن باطنی طور پر ان کی دلی ہمدردیاں روافض اور فرق ہائے باطلہ سے تھیں۔ جو آہستہ آہستہ ظاہر ہوتی چلی گئیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے لوگ جو بظاہر اہل سنت کے مخلص تھے۔ وہ اس راستے پر کیوں گامزن ہوئے.؟ تو میری نظر میں اس کے اسباب دینی بھی ہیں اور دنیوی بھی۔ یہ محض فکری گمراہی بھی ہوسکتی ہے۔

حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے کے لیے انتہائی شاطرانہ طبیعت اور منافقانہ ذہنیت درکار ہوتی ہے۔ انسانی طبیعتوں کا تقاضا ہے کہ وہ جس بات کو حق تسلیم کرتی ہے اس کے لیے وہ دلائل بھی گھڑ لیتی ہیں اور ان کا ضمیر بھی مطمئن ہو جاتا ہے۔ در حقیقت ایسے لوگ دلیل کے روپ میں اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات سے غداری کرنے والے طبقے نے جو دلائل اپنے حق میں گھڑے ہیں ان کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔

۱۔ فضیلت شیخین کریمین جو سینکڑوں اصولی دلائل سے ثابت ہے۔ ان کے مقابلے میں کمزور، سطحی اور غیر مستند روایات لائے گئے۔ اسلام ذات پات کے بتوں کو پاش پاش کرنے آیا ہے جبکہ تفضیلیہ نے قرآنی حکم تقویٰ کے بجائے معیار فضیلت نسب کو اختیار

کیا اور اپنے اس نظریے کی بنیاد پر اہل بیت علیہم الرضوان کے صحیح اقوال کو بھی پس پشت ڈال دیا۔

۲۔ اہل بیت اطہار علیہم الرضوان سے محبت کے معاملے میں کبھی کوئی نزاع نہیں رہا۔ ہر زمانے میں ذکر اہل بیت اور مناقب اہل بیت، سنیت کا طرہ امتیاز رہی ہیں لیکن یہ تفضیلیہ ہی ہیں جنھوں نے محبت اہل بیت میں غلو کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ہمارے زمانے کے تفضیلیہ کے نزدیک محبت اہل بیت اس وقت تک متحقق نہیں ہو سکتی جب تک ان کو ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضوان اللہ اجمعین سے افضلیت مطلقہ کا درجہ نہ دیا جائے۔

۳۔ صوفیاء خام نے عوام کے اذہان میں یہ بات بٹھا دی ہے کہ صوفی بننے کے لیے علم کی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ صوفیاء کرام کی تاریخ شاہد ہے کہ امام حارث محاسبی سے لے کر پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تک ہزاروں بزرگانِ دین اپنے زمانے کے یکتائے روزگار عالم فاضل لوگ تھے۔ اس بات پر ان کی بلا شبہ لاکھوں تصانیف دلیل ہیں۔ درحقیقت صوفیاء خام اور متصوفانہ رنگ میں نظر آنے والے جہلاء ایسے شاذ اقوال کے پردے میں اپنی جہالت چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

۴۔ اکابرِ اہل سنت کی زندگیاں اس بات پر گواہ ہیں کہ انہوں نے کبھی بھی ابلاغ دین اور تعلیم دین کو دنیوی مال کمانے کا ذریعہ نہیں بنایا۔ صوفیہ کرام اپنی زندگیوں میں خود ہاتھ سے محنت کرتے تھے، کپڑے کے کاروبار کرتے تھے، دست کاری مصنوعات کچھ چھوٹے موٹے کاروبار کر کے اپنا رزق کماتے تھے۔ مال و دولت کی خاطر اپنی بزرگی کو زینہ نہیں بناتے تھے۔ جبکہ عہد حاضر کے مشائخ کی اکثریت ہاتھ سے کام کرنے کو اپنے لیے عار محسوس کرتی ہے۔ صرف عوام کے مال پر ان کی نظر ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے نت نئے ڈھونگ رچائے جاتے ہیں۔ یہ ایک فطری عمل ہے کہ مال و دولت کی ہوس انسان کو حق گوئی سے روک دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے زمانے کے مشائخ دین کے مطابق عوام کو چلانے کے بجائے عوام کے مطابق دین کو چلاتے ہیں۔

اہل سنت و جماعت کے عقائد ونظریات سے غداری کے اسباب ومحرکات میں ایک اہم وجہ دھن دولت سے بے انتہا درجے کی محبت بھی ہے۔ غداران مسلک نے اپنے متوارث عقائد ونظریات سے علیحدگی اس لیے بھی پسند کی تا کہ فرق باطلہ سے مالی معاونت حاصل کی جا سکے۔ اسی مال کے لالچ میں عقائد حقہ پر سمجھوتا کیا گیا۔ اسی مال و دولت کی ہوس میں نقیبان محفل اور پیشہ ور نعت خواں نے علم کے بجائے جہالت کی ترویج واشاعت میں حصہ لیا۔ یہی دھن کی محبت واعظین کو من گھڑت روایات اور قصے بیان کرنے پر مجبور کرتی رہی۔

کتاب کے آخری باب میں پروفیسر ڈاکٹر حبیب اللہ چشتی نے مذکورہ بالا تمام امور میں اصلاح کے لیے ایک جامع وکامل گوشوارہ پیش کیا ہے اور اپنی آراء پیش کی ہیں۔ اس آخری باب میں اہل سنت و جماعت سے منحرف گروہ تفضیلیہ، دنیا پرست نعت خوانوں اور واعظین کے ساتھ ساتھ گدی نشینوں اور آستانوں کے ارباب اختیار کو انتہائی داعیانہ اور حکیمانہ انداز میں رجوع الی الحق کی دعوت پیش کی ہے۔

عقیدہ کے باب میں جو گمراہی اس وقت اہل سنت کی صفوں میں در آئی ہے اور لوگ جس طرح دھڑا دھڑ تفضیلی ہو رہے ہیں، اس کے سدباب کے لیے اس کتاب کا مطالعہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ ایک ایسے وقت میں کہ جب فکری ونظری حوالوں سے گمراہی کی منہ زور آندھیاں چل رہی ہیں، اس کتاب کی اشاعت سے ڈاکٹر صاحب نے گویا کہ فرض کفایہ کی ادائیگی کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اہم علمی کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ قارئین خود بھی اس کتاب کا مطالعہ کریں اہل سنت کی چھتری تلے پناہ گزیں ان روافض کو بھی تحفے میں دیں جو گمراہی کی دلدل میں دھنستے جا رہے ہیں۔ شاید کہ کتاب کے مطالعہ سے ان کی آنکھوں کے آگے بندھی مفادات کی پٹی کھل جائے اور توبہ تائب ہو کر دوبارہ راہ حق پر گامزن ہو جائیں۔

خود بھی اسے پڑھیں، اپنے بچوں کو بھی پڑھائیں اور جو لوگ درس وتدریس سے وابستہ ہیں وہ سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور مدارس کے طلبہ کے مطالعہ میں اس کتاب کو ضرور شامل کریں تا کہ ہماری نوجوان نسل رفض کی آتشِ فتنہ گیر سے اپنے خرمنِ ایمان کو بچا سکے۔